رواں تیری رگوں میں وہ لہو ہے

وہ دورِ جہالت تھا اور لوگ 360 تین سو ساٹھ
خداؤں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ یعنی گائے بھینس
آگ پانی چاند سورج سانپ بندر ہاتھی چوہے یا مٹی اور
لکڑی یا پتھروں سے بنائے گئے مختلف شبیہوں یا پھر کسی طاقتور
وحشی قبیلے کے سردار کو بھی خدا مانا جاتا تھا ان کی رضا
توجہ یا خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جوان اور حسین لڑکیوں اور
لڑکوں کی جان یا عفت و عصمت کی بھی قربانی دی جاتی تھی
ان کفار کو ان بد عقیدہ لوگوں کو ایک خدا کی ذات کا عرفان ہی نہیں
یا شعور نہ تھا اور یوں بھی ان کی چھوٹی سی عقل میں یہ بات
نہ سما سکتی تھی کہ یہ اتنی بڑی کائنات اور اس ساری
کائنات کو بسانے اور نظامِ حیات چلانے اور پھر
زندگی دیکر موت کے بعد روزِ حساب اٹھانے والا صرف اور صرف
ایک اکیلا اللہ ہے اور وہ بھی ایسا اللہ جسے نہ تو دیکھا
جا سکتا ہے اور نہ ہی چھوا جا سکتا ہے بھلا یہ کیونکر
ممکن ہو سکتا ہے؟ وہ کیسے خود سے قائم دائم ہے؟
اور یہی وہ وقت تھا جب خالقِ ارض و سمانے
اپنے آخری نبی ﷺ کو مبعوث کر کے اس جہانِ ظلمت
وجہالت میں ہادی اور راہبر بنا کر بھیجا تاکہ بھٹکی
ہوئی خلقتِ خدا کو راہِ ہدایت پر لایا جا سکے
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نوری تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجالے بانٹے اور چونکہ
شیطان ناری ہے اس لئے جنہم کی راہ نمائی کرتا ہے
جہاں بھڑکتی آگ کے لپکتے شعلے تمہیں نگلنے کو بے قرار
ہوں گے تم مرو گے مگر پھر زندہ کر دیئے جاؤ گے۔ تاکہ
جھلسنے جلنے کی تکلیف سہتے رہو۔ اور پھر پکارنے والا
پکارے گا کہ اے شیطان کے پجاریو اب بلاؤ اپنے ساتھی
مددگاروں کو جن کی کہ تم پرستش کیا کرتے تھے یاد کرو
وہ وقت جب خدا نے تمہیں ڈھیل دے رکھی تھی اور تم ہر
روز برائی اور گناہوں کی کھیتیاں بویا کرتے تھے اور
جب جب خدا تعالیٰ کے انبیا علیہ السلام نے تمہیں راہ
ہدایت پر بلایا تم ظالموں نے ان پر ظلم و ستم کے
پہاڑ توڑے ان کی توہین کرتے رہے اور دین
مقدس کا مذاق اڑاتے رہے کیونکہ اللہ پاک کے راستے پر حق تھا
کلامِ الٰہی کیونکہ مکمل ضابطۂ حیات ہے اسی لئے
مسلمان قرآن مجید فرقان حمید کی راہ نمائی میں
دینی اور دنیاوی علوم پر عبور حاصل کر کے ان کے
فوائد سے فیض پاتے رہے دین اسلام کے فیوض
و برکات سے ملک ملک قریہ قریہ علم کی شمعیں جلاتے اور
جہالت کے اندھیرے مٹاتے رہے یوں دیکھتے ہی دیکھتے پیر و جوان بحرِ علم سے
اپنی اپنی تشنگی مٹانے لگے۔ وہی دور مسلمانوں کے عروج
کا دور تھا اس دور میں ہی مسلمانوں نے تین چوتھائی

دنیا پر بڑی آن بان اور شان سے حکومت کی اور پھر مسلمانوں
کو بے پناہ ترقی کرتے دیکھ کر غیر مسلموں نے بھی قرآنِ کریم سے
علم و حکمت کے موتی چنے۔ یہاں تک کہ ستاروں پر کمندیں ڈالی
گئیں اور چاند پر جھنڈے گاڑے گئے قرآنِ کریم سے علم و حکمت کے موتی تو چن لئے گئے
مگر یہ مقام حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی خبیث فطرت سے
مجبور ہو کر کفار نے بڑی ہوشیاری اور مکاری سے دینِ
حق تعالیٰ سے بڑھتے ہوئے ریلے کو روکنے کے لئے بند ھ باندھے
اور انسان کی سب سے بڑی کمزوری شراب و شباب کو وافر
مقدار میں مہیا کیا گیا جس کی بنا پر گھنگھروؤں کی جھنکار
میں کھو کر حکمران اپنے فرائض یکسر فراموش کر بیٹھے۔
نتیجتاً قوم بھی حیا وفا اور فرض شناسی کے مفہوم
اور معانی بھولتی چلی گئی۔ تب ہی سے مسلمان قوم ذلت
اور غلامی کے گڑھوں میں گرتی اور دنیا کے نقشے پر بھی
سمٹتی چلی جارہی ہے۔ ہر سمت قتل و غارت کا بازار گرم ہے
آج جدھر بھی دیکھیں غیر مسلم چھائے ہوئے ہیں اور
ہم مسلمان عقل و خرد سے اس قدر بے گانہ ہوتے جارہے
ہیں کہ ہمیں دوست دشمن کی پہچان نہیں رہی ہم
اپنوں کے گلے کاٹتے ہیں اور غیروں کو خیر خواہ مانتے
ہیں۔ ہم اللہ رحمان و رحیم کے ماننے والے کہلاتے
ہیں، مگر شیطان کی راہوں کو اپناتے جارہے ہیں
آج کوئی ایسی ہستی نہیں مل رہی جو یہ سبق دے کہ

اے دینِ اسلام کے امینوں اگر لڑنا ہے تو اپنے دین و
ملت کے دشمنوں سے لڑو اسلام کے فرزندو بھول جاؤ
آپس کے جھگڑے اور ٹوٹتے ناطے جوڑ کر پھر سے ایک
دوسرے کو گلے لگا لو پراگندہ ذہنوں کو محبت مند
ماحول کی ضرورت ہے۔ ملتِ اسلامیہ کو نئے سرے سے
شیرازہ بندی کی ضرورت ہے۔ ان بکھرتے اوراق
کو پھر سے سمیٹنے کے لئے جو کچھ خواتین کر سکتی ہیں وہ
سب مرد حضرات یقیناً اتنی خوش اسلوبی سے یہ فرض
پوری طرح ادا نہیں کر سکتے کیونکہ قدرتی طور پر ہر عورت کو
والدہ کا عظیم و مقدس مرتبہ قدرت نے عطا کیا ہے
اور ہر والدہ کی گود بچے کی سب سے پہلی درس گاہ
ہوتی ہے اسی لئے یا آسانی ماں اپنے بچے کے دل و دماغ
میں دین و ملت کی محبت کا بیج بو سکتی ہے اور اپنے
بچوں کی گھٹی میں حب الوطنی ڈال سکتی ہے۔ گھروں
میں تربیت سے انہیں بتایا اور سکھایا جا سکتا ہے
کہ وہ کانٹوں سے گزرتے ہوئے اپنے آپ کو زخمی
ہونے سے کیسے بچا سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے ہمیں
اپنی بیرونی مصروفیات کو کم کر کے گھر کا ماحول درست
رکھنا ہوگا اپنے بچوں کی مناسب تربیت کے لیے بچوں
کو وقت دینا ضروری ہے ورنہ ہماری آئندہ نسل
کا انجام ٹھیک نظر نہیں آتا۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ

غیر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے والے بیشتر طلبا دہریئے
بنتے جا رہے ہیں۔ انہیں اپنے باپ دادا سے دین اور وطن
سے کوئی لگاؤ نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ خود کو مسلم
یا پاکستانی کہنے سے کتراتے اور گھبراتے ہیں۔ جس کی ذمے
داری مکمل طور پر جدید طریقہ تعلیم پر ہرگز نہیں ڈالی
جا سکتی۔ کیونکہ ہم والدین بھی اپنے اللّٰہ کے سامنے جوابدہ
ہیں۔ ہم گنہگار ہیں اور اپنے بچوں کے مجرم بھی ہیں حقیقت یہ
ہے کہ آرام و آسائش دولت اور فیشن کی ہوس میں ہم
اپنے فرائض اور ذمے داریاں سب کچھ بھول چکے ہیں
ہمارے پاس وقت نہیں کہ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو دینی
تعلیم دے سکیں ہم اگر بڑا تیر مارتے ہیں تو قرآن کریم
ناظرہ پڑھوا دیتے ہیں۔ بچوں کو استاد کی مار یاد
رہ جاتی ہے اور وہ یہ پھر بھی نہیں جان پاتے کہ اللّٰہ کریم
اور قرآن مجید ہمیں کیا احکام دے رہا ہے اور قرآن پاک
میں اللّٰہ نے کس نظامِ حیات کا حکم دیا ہے
یہ سب کہنے سے میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بچے کلامِ مجید ناظرہ
بھی پڑھنا چھوڑ دیں مگر یہ ضرور کوشش کریں کہ بچے کم از کم
قرآن پاک کا ترجمہ تفسیر سمجھ سکیں مفہوم و معانی سمجھ
لیں یوں بھی اردو ہماری قومی زبان ہے جسے سیکھ کر بچے
بہت سی دینی کتب کا مطالعہ کر سکیں گے۔ اور ملک و
ملت سے اپنے عزیز و اقربا سے قریب ہونے کے مواقع

ملیں گے محبت اور اپنوں سے ذہنی ہم آہنگی ہوگی تو ان بچوں
کو اپنے مسلم یا پاکستانی ہونے پر شرمندگی یا احساسِ کمتری
نہیں ہوگا۔ بلکہ جب وہ اپنے اسلاف کے کارنامے پڑھیں
گے سنیں گے تو ان کا سر جھکے گا نہیں بلکہ فخر سے بلند
ہو جائے گا۔ اور ان میں بلند ہمتی کے ساتھ ایک نیا
عزم اور حوصلہ بھی پیدا ہو جائے گا۔ پھر ان بچوں کو
یہ پوچھنے کی ضرورت بھی نہ رہے گی کہ آیا کوئی اللہ تعالیٰ
کی واحد و یکتا ذات پاک بھی ہے؟ وہ کیسی قوت و
طاقت رکھنے والی ہستی ہے جو ساری دنیا کو بنا کر
رزق بھی دیتی ہے وہ ذات پاک سب کی ہر ضرورت کو
بھی پورا کرنے والی لاشریک ذات ہی ہے جسے اللہ خدا
اور ربّ العالمین کہا جاتا ہے اور وہ خالق و مالک ہی
معبودِ برحق ہے جو کُل عالمین کا حاکم ہے جسے چاہے عزت اور
عظمت دیتا ہے جسے چاہے آزماتا ہے سب اس کے حکم اندر
اور اس کے تابع ہیں ہاں وہ ہی تو بے نیاز ہمارا مالک خالق
رازق ہے۔ میں قوم کی تمام خواتین سے کہوں گی کہ ہوش کے ناخن لیں
عقل کی آنکھیں کھولیے اپنی آئندہ نسلوں کو توجہ محبت وقت
اور تعلیم دیجیئے ان کے مستقبل کی حفاظت کے لئے انہیں اتنے
سمجھدار باشعور بنا دیجئے کہ وہ زمانے بھر میں جہاں
بھی جائیں اچھائیوں سے دامن بھر کر برائیوں کو
اپنی ٹھوکر پر رکھیں۔ ہر ماحول میں اپنا وقار قائم رکھ سکیں

بکری ایک بے زبان جانور ہے جگہ جگہ گھوم پھر کر چرتی ہے مگر
جگالی کرتے وقت مضرِ صحت اور غیر ضروری چیزیں اگل
دیتی ہے۔ کیا ہم اتنے گئے گزرے ہیں کہ ایک جانور جتنا شعور
بھی نہیں رکھتے اور تہذیبِ غیر کو ہر برائی سمیت اپنائے
چلے جارہے ہیں۔ اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں
کرتے کہ اس بات سے نفع ہوگا یا نقصان یا کہ عاقبت بگڑے گی۔
ہم دنیاوی عیش و عشرت میں کھو کر دینِ خدا تعالیٰ
کو بھلا بیٹھے ہیں اور اپنے فرائض سے غافل ہو گئے
ہیں۔ یہاں تک کہ سلمان رشدی جیسے کافر بے دین
اور بے ایمان لوگ آزادی اور جمہوریت کے لبادے
اوڑھ کر غیرت و حمیتِ اسلام اور جانِ دینِ اسلام
ہمارے آقا و مولیٰ حبیبِ اللہ احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر رکیک حملے
کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ کسی بھی مہذب با اصول ملک
یا معاشرہ کے لوگ اخلاق و آداب سے اس طرح
عاری ہو کر دوسروں کے جذبات مجروح کرنے
کی اجازت نہیں دیتے۔ تو پھر ان مغربی ممالک نے
فریڈم کا یہ مطلب کیسے سمجھ لیا کہ نہ صرف مسلم
قوم بلکہ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی شان اقدس میں نازیبا باتیں چھاپنے یا بکنے بھونکنے والوں
کو کوئی روک ٹوک نہیں ہو سکتی۔ تعلیم تہذیب و شائستگی
اخلاق و آداب کبھی بھی اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔
کیونکہ یہ فریڈم نہیں ذہنی مرض کی نشان دہی ہو رہی ہے
اور یہ پاگل کتے آزادی کے نام پر سراسر بے ادبی اور بیہودگی
اور سخت گستاخی کر رہے ہیں۔ جس کی سزا ہر بے ادب اور گستاخ رسول
کا فر لعین کو ضرور ملنی چاہئے جو اصل فتنہ کی جڑ ہیں۔
ایسے ہی بد طینت لوگ اسلام کے خلاف متحد اور منظم
ہو کر شانہ بشانہ صف آرا ہیں۔ اس دورِ فتن میں دینِ
حق تعالیٰ ہر لمحہ خطرات کا سامنا کرتا ہے۔ نت نیا فتنہ
بھی سر ابھارتا ہے جنگ کے شعلے بھڑکتے ہیں اسلام کے
جانثاروں کو خاک و خون میں لوٹایا جاتا ہے اور
دینِ حق تعالیٰ کا چہرہ مسخ کر کے دنیا کے سامنے
پیش کیا جاتا ہے۔ اے ملتِ اسلامیہ خطرہ سر پر
منڈلا رہا ہے عقل کے ناخن لو اور تمام اہلِ اسلام
کو تحمل سے وقت کے تقاضے کے پیش نظر نجی رنجشیں
بھلا کر ناراضگیوں کو بھلا کر ساری خفگی کو
پس پشت ڈال کر اپنی صفوں میں اتحاد و یکجہتی
سے ہر پلیٹ فارم پر دشمن سے مقابلہ کے لئے سینہ سپر
ہو جانا چاہئے۔

اے شمعِ رسالت کے پروانوں دشمنانِ اسلام

غیرتِ اسلام کو للکار رہے ہیں ہمیں اپنے دین کی عظمت اپنے آباؤ اجداد کے وقار اور دین و ملت کے وقار کو قائم رکھتے ہوئے یہ ثابت کرنا ہے کہ دینِ حق تعالیٰ اور پرچمِ اسلام کی حفاظت کے لئے جانثار ابھی اس جہاں میں زندہ اور موجود ہیں اور قرآنیان کلامِ مجید اور طالبِ قرآن آقا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار کسی کو بھی گستاخی اور بے ادبی کی توہین کی اجازت نہیں دے سکتے۔

روان تیری رگوں میں وہ لہو ہے
راہِ حق میں جسے بہنے کی خو ہے
بڑھو اور اس کی گردن توڑ ڈالو
تمہارے آج کافر روبرو ہے

سچا رشتہ

اللہ جل جلالہ کی پاک ذات واجب حمد و ثنا ہے کیونکہ انسان کا
سب سے پہلا رشتہ اللہ رب العالمین سے خالق اور مخلوق کا
رشتہ ہے۔ انسان اللہ کو معبود جان کر اس کی عبادت نہ بھی
کر سکے مگر یہ حقیقت اپنی جگہ پہ اٹل ہے کہ خدا ہی رب کل عالمین
ہے اور وہ ہی اللہ رحمان و رحیم سب کی تمام حاجات پوری
کرتا ہے۔ مگر دہریئے لعین تو سرے سے ذات وحدہ لاشریک
رب العالمین کے منکر ہیں۔ وہ اس حقیقت کو نہیں مانتے کہ کہیں کوئی حی قیوم اللہ
معبود پاک کی ہستی رب تعالی سب کا پیدا کرنے والا حاجت روا بھی موجود ہے
جبکہ کافر بت پرست اور آتش پرست اپنی مرضی کے خدا کو جانتے اور
مانتے ہیں۔ اور اس ہی دنیا میں اہل اسلام وحدہ لاشریک رب العالمین کو اللہ
مان کر اس کی عبادت کرتے ہیں مگر قرآن کریم صرف اللہ کی محبت کا دعوہ
کرنے والے کو جنت کی نوید نہیں دیتا کیونکہ خالق کائنات
نے زندگی دے کر تمام نعمتوں سے نوازنے والے نے فرما دیا کہ اس
کائنات ہست و بود میں جو کچھ بھی ہے اس کی بنیاد اللہ کی
محبت ہے اللہ کی وہ محبت جو اپنے احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ پاک
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اسی لئے نبی کریم نے فرما دیا تھا کہ
تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ صلعم

کو اپنی جان سے بڑھ کر نہ چاہے - اور ماں باپ بھائی بہنوں اولاد
مال و زر ہر ایک نعمت سے زیادہ محبوب رکھنا ایمان دار ہونے
کے لیے شرط ہے اور جو لوگ رسولِ کریمؐ کو نہیں مانتے. ہم ان سے کچھ
غرض نہیں رکھتے - مگر سچے مومن کے لئے قرآن کریم میں سورۃ
النساء کی آئت چونسٹھ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر
تم نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب اپنے نفس پر ظلم کر
بیٹھے تھے تو میرے محبوب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی کی درخواست کرتے اور پھر
جب نبی کریمؐ صلعم تمہیں معاف کر کے تمہارے حق میں اللہ
تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کی درخواست کرتے تو یقیناً
اللہ مہربان کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے.
یہ سورۃ النساء کی آئت نمبر 64 کا مفہوم میں نے اپنے
الفاظ میں عرض کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے
اور اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے اس لئے معاف کرنے کے لئے توبہ کرنے
اور دوسرے سبھی گناہوں کی معافی کے طریقے بھی خود ہی بتا دیئے
گئے ہیں. مگر یہاں یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ مالک تو اللہ ہے ہم نے
گناہ کرکے اس کی حکم عدولی کرکے غلطی کی ہے اب معافی بھی صرف اور
صرف اللہ سے ہی چاہنی ہو گی مگر ٹھہریئے سوچیئے سمجھیئے

3

اللہ کریم نے تمہیں ڈاریکٹ بات کرنے کی اجازت ہی کب دی ہے؟

اس مالک و مختار نے تو حکم دیا ہے کہ میرے پیارے کے

دروازے پر صدا لگاؤ اگر وہ معاف فرما دیں گے تو اللہ

بھی درگزر کر دے گا۔ یہ شان ہے میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی کہ خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ معبود ہے اور محمد محبوب، اللہ نے بتا دیا کہ اللہ کی بندگی اور

عبادت کرو مگر محمد رسول اللہ کی اطاعت کرو اور محبت کی

اوّل شرط عشق کی انتہا رکھ دی گئی کہ ایسا پیار کرو کہ تم سب کچھ

بھلا بیٹھو اپنی جانیں بھی لٹا دو تو تب تم ایماندار رہ سکو

گے اور اپنی محبت اپنے پیارے کے ساتھ جتاتے ہوئے

حکم کیا کہ اپنے گناہوں کی معافی میرے پیارے سے

چاہو اگر وہ معاف کر کے تمہاری سفارش کرینگے

میں ان کی بات رکھوں گا اور معاف کر کے رحم بھی

کروں گا۔ کہ وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے

عشق نام ہے وارفتگی دیوانگی اور خود سپردگی کا۔ مگر جو

فرزانے ٹھوک بجا کر چھان پھٹک کر اپنے ظرف کے مطابق جانچ

پڑتال کے بعد اپنا پن جتائیں تو وہ کچھ بھی ہو سکتے ہیں

مگر محب یا عاشق نہیں ہو سکتے۔ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو۔ ابولہب اور ابوجہل ملعون نے دیکھا مگر اللہ کہتا ہے کہ نہیں دیکھا

اے محبوبؐ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمہیں دیکھتے ہیں پر نہیں دیکھتے۔
اور حضرت اویس قرنیؓ سراپا دیدہ عشق کی انتہا یہ ہے کہ ظاہری
آنکھ سے نہیں دیکھا مگر محبوبؐ خدا کی ردا کے حقدار بن گئے
بلکہ صاحبؐ لولاک لما کی امت کی بخشش کی دعا کرتے ہیں
حضرت عمرؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، اللہ
کے محبوبؐ کریمؐ کی امت کے لئے آپؐ صلعم کا نہ صرف پیغام
لے کر آتے ہیں بلکہ میرے آقاؐ کا جامہ مبارک بھی تحفہ لے کر
آتے ہیں۔ اویس قرنی کی دعا سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی
بھیڑوں کے بالوں برابر امت رسولِ کریمؐ کی بخشش کر
دی جاتی ہے۔ یہ مقام یہ مرتبہ یہ انعام بھی عشقِ رسولِ کریمؐ
کی بدولت ہے جب اویسؓ قرنی عشق نبیؐ کریمؐ میں چل کر گدرت
ہوگئے تو وہ اتنے بااختیار کر دیئے گئے کہ نبیؐ کریمؐ کا جامہ
مبارک ہاتھوں میں اٹھا کر اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض
گذارتے ہیں کہ یا الٰہ العالمین ہم یہ جامۂ مبارک نبیؐ کریمؐ صلعم کا
یہ تحفہ تب تک زیب تن نہیں کریں گے جب تک کہ آپ تمام
امتِ رسولِ کریمؐ کی بخشش نہیں کر دیتے اور بارگاہِ ربّ العزت
سے ندا آتی ہے کہ ہم نے تمہاری سفارش پر چند افراد کی مغفرت کر دی
ہے۔ حضرت اویسؓ قرنی بار بار مزید کے لئے اصرار کرتے ہیں اور

ان کی بدر جہ اتم امت پر مرید کی بخشش کا وعدہ دیا جاتا ہے یہاں تک

کہ جب حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ گفتگو کا آغاز فرماتے ہیں تو

حضرت اویسؒ فرماتے ہیں اگر آپؓ مجھ سے بات کرنا شروع نہ

کرتے تو ہم ساری امت کو بخشوا لیتے کیونکہ نبی کریمؐ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنی امت ہمارے حوالے کر دی تھی۔ دیکھا جائے تو

حضرت اویسؒ نے یہ مرتبہ اس لئے نہیں پایا تھا کہ وہ نماز روزہ

حج زکوٰۃ یا تسبیح کرتے تھے اور بڑے عابد و زاہد تھے بلکہ

حقیقت یہ ہے کہ حضرت اویسؒ نے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو بغیر دیکھے اور آن کے اللہ کا محبوبؐ مان کر عشق و محبت کا رشتہ

آپؐ سے جوڑ لیا تھا اور پھر نہ صرف نبی رسولؐ پیغمبرؐ مانا بلکہ نورِ ذات

ربّ کا مظہر بھی تسلیم کر لیا تھا اور اسی عرفان و آگہی نے حضرت

اویسؒ کو عشق کی دیوانگی کے ساتھ ساتھ حجاب و روپوشی

پر مجبور کر دیا کیونکہ وہ اللہ اور اس کے محبوبؐ پاک کے دائمی

و ابدی وصال کے متمنی تھے وہ وصال جو جنت الفردوس میں

مقام محمودؐ میں شمعِ نبوتؐ کے جانثاروں کا حق اور حصہ

ہوگا جس کے مستحق ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ ہونگے اس

سے زیادہ کے مستحق حضرت اویس قرنیؒ ہونگے جو عشق کی آگ

میں جلتے تو رہے مگر ظاہری آنکھوں سے عشق و محبت کی پیاس کو

بجھا نہ سکے لیکن آقائے دو عالم کے انوار میں گم ہو کر محبت کی تپش سے لطف

اندوز ہوتے اور اپنے محبوبؐ پاک کے پیار میں سلگتے تڑپتے رہے
6
یہ عشق کی تڑپ بھی شرط ہے اس وصال کے لئے ایسا وصال جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ
سے محبوب نبی کریمؐ صلعم نے کر رکھا ہے جو عشق، اطاعت اور فرمانبرداری
بھی سکھاتا ہے اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہم سب جو نبی کریمؐ صلعم
سے محبت پیار عشق کے دعویدار ہیں یہ حق کس حد تک ادا
کر رہے ہیں، کیا ہم پیمانۂ عشق میں پورے اترتے ہیں؟
قرآن بتاتا ہے کہ طوفان نوحؑ سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت
نوحؑ کو یقین دلایا کہ تمہاری اولاد اور اہل خاندان کو
طوفان کی سختیوں سے بچا لیا جائے گا مگر جب طوفان آیا
حضرت نوحؑ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض گذاری کہ اے
باری تعالیٰ آپ نے تو وعدہ فرمایا تھا کہ تمہاری اولاد اور
اہل خاندان کو عذاب الٰہی سے بچا لیں گے مگر یہ کیا؟
میرے بیٹے طوفان میں گھر کر مدد کے لئے پکار رہے ہیں یارب
مجھے اپنے بیٹوں کو بچانے کے لئے اللہ کی مدد درکار ہے
اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ یہ تمہارے بیٹے نہیں
ہیں حالانکہ دنیا کے ضابطۂ حیات اور قانون پیدائش
کے مطابق وہ حضرت نوحؑ کے بیٹے ہی تھے مگر باری تعالیٰ
ارشاد فرماتے ہیں یہ تمہارے بیٹے نہیں ہیں
بلاشک و شبہ اللہ کی پاک ذات حق ہے اور فرمان ربّ العالمین
برحق ہے کلامِ پاک کی روشنی میں دیکھا سمجھا اور سوچا جائے

تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اپنا وہ ہوتا ہے جو رشتوں کا
پاس کرے رشتوں کو نبھائے اطاعت گزار ہو فرمانبردار ہو
اللہ سے رشتہ پکا کرنے کے لئے جدوجہد کرے اللہ کے رسولؐ
پاک کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے۔ ورنہ مردود ہو
جاتا ہے۔ جب سے یہ بات نظر سے گذری ہے تبھی سے روح
کانپ کانپ اٹھتی ہے۔ آقا جیؐ کو معراج کی شب اللہ نے
وعدہ تو دے دیا تھا کہ محبوبؐ غم نہ کرو آپؐ کی امتؐ کو
بخش دیں گے اور یقیناً یہ وعدہ اللہ کریم کا احسان
عظیم ہے اور محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے غم میں
رونا اپنی امت پر رحمت کی انتہا ہے اور آپؐ کی رحمت
سے امید کامل ہے کہ روز حشر ہمیں اپنی رحمتؐ تمام میں
یقیناً پناہ ضرور دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی غفور الرحیم ہیں
اور شافعؐ روز جزا بھی غفور اور رحیمؐ ہیں

پھر بھی جب اپنے اعمال افعال اور زندگی کے شب و روز
پر نظر دوڑائیں تو دل ڈوبنے لگتا ہے اگر خدانخواستہ
اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا کہ یہ تمہاری امت نہیں ہے یا اس وقت
کون پرسان حال ہو گا؟ ذرا یہ بھی وقت ہے اپنا محاسبہ
کرلو اپنے اعمال افعال درست کرے ویسے بن جاؤ جیسے

کو دیکھ کر محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھل اٹھیں

کہ یہ اعمال تاصح میری ہی امت کے شایان شان ہیں۔

اور اللہ کو بھی اپنے بندوں پر ناز ہو کہ میرے محبوبؐ کی امت

نے محبت کا حق ادا کر دیا ہے اور پناہ پا گئے ہیں نجات کے حقدار بن

گئے ہیں محبت ؟ ہاں اپنے اللہ کی محبت اپنے رسولؐ پاک کی محبت

و اطاعت سے ہم اللہ سے اپنے رسولؐ کریم سے اپنا پکا رشتہ بنالیں یہ دنیا فانی ہے

ہمیں یہاں سے جانا ہے تب یہاں کے سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے یہاں کی ساری

دنیاداری کی محبتیں بھی فنا ہو جائیں گی۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ وحدہٗ لاشریک

معبود برحق اللہ اور محبوبؐ پاک کی محبت ازلی اور ابدی حقیقی

سچی دائمی اور لافانی ہے کیونکہ وہی اوّل وہی آخر

وہی ظاہر وہی باطن ہے وہ ہی ہمارا آخری سہارا ہماری

آخری پناہ ہماری آخری منزل ہمارا اصل ٹھکانہ ہماری جڑ ہے

ہماری اصل محبت ہے وہی باقی ہے۔ اس کے علاوہ سب کو فنا ہے

سب دھوکہ سب فریب ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے

وہ حق ذات ہی ہماری ابتدا اور انتہا ہے

یا حیّ یا قیوم برحمتك استغیث ، آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔